جہاں تک نظریہ و فکر کا تعلق ہے عیسائیت کیا زندگی کا ہر ہر تصور اتحاد و یگانگت کا متقاضی ہے۔

بات یہ ہے کہ اصل شئے عقیدہ و نظریہ کی تجرید نہیں بلکہ یہ ہے کہ کسی مذہب نے عملاً معاشرہ کی ترتیب کیا قائم کی ہے اور کسی تہذیب نے کن اقدار کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ کیا اس میں مراتب کی تعیین دولت کی فراوانیوں سے ہوتی ہے۔ کیا خاندان و نسل کی خوبیاں کسی شخص کو آگے بڑھاتی اور مقبول ٹھہراتی ہیں یا کیا رنگ اور جلد کا نکھار اعزاز و توقیر کے اعزاز بخشتا ہے۔ یا کچھ اور اصول، کچھ اور پیمانے، اور معیار ہیں کہ جن کو ملحوظ و مرعی رکھنے سے انسان ترقی کے فرازوں پر متمکن ہوتا ہے۔

مغرب کی بدنصیبی یہی نہیں کہ اس میں صرف رنگ و نسل کے تعصبات کار فرما ہیں۔ دولت و ثروت کی غیر متوازن تقسیم نے بھی یہاں انسانیت کو دو مستقل اور متفاوت طبقوں میں بانٹ رکھا ہے۔ چنانچہ ان میں ایک طبقہ توان کروڑپتی اور لکھ پتی دولت مندوں کا ہے کہ جس کو نہ صرف ضرورت سے زیادہ تعیشات حاصل ہیں۔ بلکہ جو درجہ اور مراعات کے اعتبار سے بھی اپنے کو دوسروں پر فائق سمجھتا اور غربا کو بنظر حقارت دیکھتا ہے۔ اور دوسرا طبقہ ان دبے پسے اور بدنصیب انسانوں پر مشتمل ہے کہ جن کو معاشرہ میں ضروری آسانیاں بھی حاصل نہیں۔ ان حالات میں ظاہر ہے کہ بے چارے یا وری اگر اپنے عجز و بے کسی کا اظہار کریں تو وہ قطعی حق بجانب ہیں۔ آخر صرف وعظ و تذکیر سے معاشرہ کی بنیادی خامیوں کو کیونکر بدلا جا سکتا ہے۔

---

چیدہ اور منتخب کتابوں پر انعامات کی تقسیم یقیناً ایک خوش آئند رسم ہے جسے نہ صرف جاری رہنا چاہیے بلکہ بڑھنا چاہیے۔ اس سے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی تو ہوگی ہی، ساتھ ساتھ اس کا بھی امکان ہے کہ اس طرح ادبیات کا معیار نسبتہً اونچا ہو سکے گا۔ اس سلسلہ میں آدم جی اور سیٹھ احمد داؤد خصوصیت سے مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے علی الترتیب بیس ہزار اور پچیس ہزار روپیہ کی خطیر رقم اس مقصد کے لیے وقف کی ہے۔ جو رائٹرز گلڈ کے توسط سے پاکستان کے مصنفوں اور ادیبوں میں باقاعدہ تقسیم ہوتی رہے گی۔ اس ضمن میں گلڈ کے کارپردازوں کی خدمت میں ہمیں

صرف یہ عرض کرنا ہے کہ ادب سے مراد صرف ناول، کہانی یا عوامی گیت نہیں ہے۔ اور اس کی صرف یہی قسم ایسی نہیں ہے جو مراحم خسروانہ کی سزاوار ہو۔ بلکہ اس کی وسعتیں تمام اصناف سخن کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور اپنی جگہ سب لائق تحسین ہیں۔ اس میں تاریخ بھی شامل ہے، دینیات بھی داخل ہیں، اور اس میں فلسفہ و حکمت کے ان جواہر پاروں کا بھی شمار ہوتا ہے جو فکر و ذہن کو جلا بخشتے اور روشنی عطا کرتے ہیں اور مصنف صرف ناول لکھنے والا یا شاعر ہی نہیں ہے، وہ بھی ہے جو علوم و فنون کی گتھیاں سلجھاتا ہے اور معانی و مضامین کے بوقلموں دبستاں سجاتا ہے۔ اس لیے جب بھی آپ علمی و ادبی کوششوں کا جائزہ لیں تو اس حقیقت کو بھلا نہیں دینا چاہیے کہ کچھ لوگ ان گوشوں میں بھی کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں، جو قطعی حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ ناول، کہانی، اور عوامی گیتوں سے ادب میں شگفتگی و تازگی پیدا ہوتی ہے فکر و کردار کے نئے نئے امکانات نظر و بصر کے سامنے آتے ہیں۔ اور زندگی کے مسائل کو سمجھنے میں بڑی حد تک مدد ملتی ہے۔ لیکن جن چیزوں سے شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے، تہذیب و تمدن کے سانچے ڈھلتے ہیں، ذہن و فکر کو غذا ملتی ہے اور قوموں کے ضمیر بیدار ہوتے ہیں، وہ ان کی تاریخ ہے، دینیات ہے اور علوم و فنون یا فلسفہ و دانش کا وہ کارواں ہے جس کو انھوں نے اگلی نسلوں کے لیے آگے بڑھایا ہے۔

---